Quarterly Research Journal "Al-Qudwah", Volume 03, Issue 01, Jan-Mar 2025

AL-QUDWAH

ISSN(P): 2959-2062 / ISSN(E): 2959-2054

https://al-qudwah.com

سماجی اور خاندانی تعلقات میں محبت، ہمدردی اور خیر خواہی کے اصول

(اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اختصاصی مطالعہ)

Principles of love, compassion and goodwill in social and family relationships (special study in the light of Islamic teachings)

ABSTRACT

Human social and domestic relations, which foster social peace, unity, and respect for one another, are founded on love, sympathy, and benevolence. They support moral principles, tolerance, and harmony in society and fortify the family unit. This research article explores the significance of these ideals from several perspectives and shows how they contribute to addressing the intricate problems of the contemporary world. According to research, benevolence for social well-being, trust and stability in family affairs, and the development of interpersonal relationships are all significantly impacted by feelings of love and compassion. It examines how implementing these ideas might improve the family unit, address issues like social isolation and loneliness, and bring back human values. This research concludes that love, sympathy, and benevolence are indispensable in strengthening family ties and building a peaceful, balanced, and harmonious social system. By following these principles, a stable family and an ideal society can be created, manifesting individual prosperity and collective progress.

Keywords: *Family, Society, Sympathy, Benevolence*

AUTHORS

Dr. Bakhtiar Ahmed *
Lecturer, Govt. Higher Secondary School Malka Hans, Pakpattan.

Dr. Hafiz M. Hamid**
Department of Islamic Studies, GC University Lahore, Pakistan.

Date of Submission: 25-12-2024
Acceptance: 15-01-2025
Publishing: 22-02-2025

Web: https://al-qudwah.com/
OJS: https://al-qudwah.com/index.php/aqrj/user/register
e-mail: editor@al-qudwah.com

****Correspondence Author:***
Dr. Hafiz M. Hamid**Department of Islamic Studies, GC University Lahore, Pakistan.*

فرد سے خاندان تشکیل پاتا ہے اور خاندان ایک بنیادی سماجی ادارہ ہے۔ خاندان اور سماج آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ ان دونوں کے استحکام اور نمو کے لیے کچھ اصول متعین ہیں۔ ان اصول کے تذکرہ سے قبل خاندان اور سماج یا معاشرہ کا مفہوم ذہن میں راسخ ہونا ازبس ضروری ہے:

خاندان کیا ہوتا ہے؟

الأُسرةُ اَقارِبُ الرجل مِن قِبَلِ ابیہٖ و اَھلۃِ زوجتِہٖ۔[1]

ابو جعفر نحاس کے بقول: خاندان سے مراد آدمی کے والد اور اہلیہ کی طرف کے رشتہ دار ہیں۔

وَ قَالا یعنی صاحبَی ابی حَنیفَہ کُلُّ مَن فی عِیالہٖ نفقتہ غیر ممالکیتہ لِقولہٖ تعالیٰ فَنَجَّیناہُ وَ اَھلَہٗ اجمعین۔[2]

اور صاحبین یعنی امام ابویوسف و امام محمد کے مطابق: خاندان سے مراد وہ لوگ ہیں جن پہ آدمی خرچ کرتا ہے، وہ افراد اس کے خُدام میں شمار نہیں کیے جاتے۔ اس پہلو کی طرف اللہ کریم کا یہ ارشاد رہنمائی کرتا ہے کہ ہم نے انہیں اور ان کے اہل وعیال کو بچالیا۔

خاندان کے لیے قرآن مجید میں بارہا اہل، آل اور اس کے مشابہ الفاظ ذکر ہوئے ہیں:

اِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِہِمَا فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہٖ وَ حَکَمًا مِّنۡ اَہۡلِہَا[3]

اور اگر تمہیں ان دونوں (زوجین) کے درمیان مخالفت کا اندیشہ ہو تو تم ایک مُنصِف مرد کے خاندان سے اور ایک مُنصِف عورت کے خاندان سے مقرر کرلو۔

فَقَدۡ اٰتَیۡنَاۤ اٰلَ اِبۡرٰہِیۡمَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ وَ اٰتَیۡنٰہُمۡ مُّلۡکًا عَظِیۡمًا[4]

سو واقعی ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کے خاندان کو کتاب اور حکمت عطا کی اور ہم نے انہیں بڑی سلطنت بخشی۔

وَّ کَانَ لَہٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِہٖ وَ ہُوَ یُحَاوِرُہٗۤ اَنَا اَکۡثَرُ مِنۡکَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا[5]

اور اس شخص کے پاس (اس کے سوا بھی) بہت سے پھل (یعنی وسائل) تھے، تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ اس سے تبادلہ خیال کر رہا تھا کہ میں تجھ سے مال و دولت میں کہیں زیادہ ہوں اور قبیلہ و خاندان کے لحاظ سے (بھی) زیادہ باعزت ہوں۔

یہاں نفر سے مراد عشیرہ یعنی قبیلہ و خاندان ہے۔

ذٰلِکَ لِمَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ اَہۡلُہٗ حَاضِرِی الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ[6]

یہ (رعایت) اس کے لئے ہے جس کے اہل و عیال (خاندان) مسجدِ حرام کے پاس نہ رہتے ہوں (یعنی جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو)۔

فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَکَشَفۡنَا مَا بِہٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّ اٰتَیۡنٰہُ اَہۡلَہٗ وَ مِثۡلَہُمۡ مَّعَہُمۡ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَ ذِکۡرٰی لِلۡعٰبِدِیۡنَ[7]

تو ہم نے ان کی دعا قبول فرمالی اور انہیں جو تکلیف (پہنچ رہی) تھی سو ہم نے اسے دور کر دیا اور ہم نے انہیں ان کے اہل وعیال (بھی) عطا فرمائے اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور (عطا فرما دیئے)، یہ ہماری طرف سے خاص رحمت اور عبادت گزاروں کے لئے نصیحت ہے (کہ اللہ صبر و شکر کا اجر کیسے دیتا ہے)

حدیث کی رو سے تشریح:

فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ[8]

انسان کی آزمائش اس کے خاندان، اولاد اور پڑوسیوں میں ہوتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:" كُنَّا نَقُولُ لِلْحَيِّ إِذَا كَثُرُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَمِرَ بَنُو فُلَانٍ[9]

عبداللہ نے بیان کیا کہ جب کسی قبیلہ کے لوگ بڑھ جاتے تو زمانہ جاہلیت میں ہم ان کے متعلق کہا کرتے تھے کہ « أمر بنو فلان. » (یعنی فلاں کا خاندان بہت بڑھ گیا)۔

مندرجہ بالا آیات وفرامین نبوی شاہد ہیں کہ قرآن وحدیث میں خاندان کا تذکرہ بالفاظ مختلفہ موجود ہے اور خاندان کی اہمیت کو اجاگر کر رہا ہے۔

خاندان ایسی معاشرتی اکائی ہے جس کی بناء رشتہ داری پہ قائم ہے اور رشتہ داری ایسا معاشرتی تعلق ہے جو نسب، رضاعت اور شادی سے منسلک ہوتا ہے۔ خاندان کی تقسیم مختلف انداز میں اقدار، مذہبی، معاشرتی اور تہذیبی اعتبار سے مختلف رہی ہے جیسے پدرسری، مادرسری وغیرہ۔ لیکن زیادہ تر اس کے لیے مرکزی خاندان اور مشترکہ خاندان کی اصطلاح ہی مروج ہے۔ مرکزی خاندان میں والدین اور غیر شادی شدہ اولاد جب کہ مشترکہ خاندان میں والدین کے بہن بھائی اور ان کی اولاد بھی شامل ہوتی ہے۔ خاندان ایسا ادارہ ہوتا ہے جس کی طاقت کا اندازہ اس بات سے لگا لیں کہ سماجی رتبہ قومیت نسل مذہبی وازدواجی معاملات کا تعین کرتا ہے۔ حتی کہ جائز وناجائز کی تعیین میں بھی اسے حتمی سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے خاندان میں جنم لینے والا بچہ محض نومولود نہیں بلکہ اہم معاشرتی رکن سمجھا جاتا ہے۔ اسی لیے بچے کو کل کا مرد میدان یار جالِ کار سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[10]

خاندانی نظام کے استحکام کے لیے بنیادی اجزاء:

قرآن وسنت نے فقط افراد خانہ و معاشرہ کے لیے باہمی حقوق وفرائض کی وضاحت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ خاندانی استحکام کے تمام چھوٹے بڑے اصول واضح طور پر بیان کیے ہیں۔ کیونکہ معاشرے کی سب سے اہم اکائی خاندان ہے اور اس کے لیے صرف حقوق وفرائض کی وضاحت کافی نہیں۔ اسلام نے خاندان کو ایک ایسے نظام میں ڈھال دیا ہے جہاں خود غرضی اور انانیت ختم ہو جاتی ہے۔ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا:

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّن بُيُوتِكُمْ سَكَنًا[11]

" اور اللہ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا۔"

یہ کہا جاسکتا ہے کہ "اُسرَۃ" (خاندان) کا مطلب ہی "اَس" (بنیاد) ہے، اور اس بنیاد پر ہی خاندانی نظام کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ اس عمارت کے استحکام کے لیے درج ذیل اصول ضروری ہیں:

ایمانی بنیاد:

خاندان کے افراد کے درمیان تعلق محض دنیاوی اور مادی نہیں، بلکہ یہ ایک بلند وبرتر روحانی رشتہ اور مضبوط ایمانی تعلق ہوتا ہے۔ اگر یہ رشتہ مضبوط ہو تو نہ صرف دنیا میں، بلکہ آخرت میں بھی قائم رہے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِہِمۡ وَاَزۡوَاجِہِمۡ وَذُرِّیّٰتِہِمۡ[12]

"ہمیشہ رہنے والے باغات میں وہ داخل ہوں گے، اور ان کے ساتھ وہ بھی ہوں گے جو ان کے آباء، ازواج اور اولاد میں سے نیک ہوں گے"

سورہ طور میں بھی اسی بابت یوں تذکرہ موجود ہے:

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ اتَّبَعَتۡہُمۡ ذُرِّیَّتُہُمۡ بِاِیۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِہِمۡ ذُرِّیَّتَہُمۡ وَ مَاۤ اَلَتۡنٰہُمۡ مِّنۡ عَمَلِہِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ[13]

اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد ان سے ملادی اور اُن کے عمل میں انہیں کچھ کمی نہ دی۔

اسلام خاندانی نظام کی تشکیل فقط دنیوی اعتبار سے نہیں کرتا بلکہ اخروی فوائد کو بھی شامل ہے۔

اخلاقی بنیاد:

اسلام نے خاندانی تعلقات کی بنیاد اخلاقیات پر رکھنے کی سختی سے تلقین کی ہے۔ ہر فرد کو اپنے اخلاقی فرائض ادا کرنے چاہئیں اور خاندان میں رحمدلی، ایثار اور باہمی تعاون کو فروغ دینا چاہیے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "ایمان میں سب سے کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں، اور تم میں سب سے بہترین وہ ہیں جو اپنے اہلِ خانہ کے حق میں سب سے بہتر ہوں" (ترمذی)۔ یہ اصول اپنانے سے ایک مستحکم، خوشحال اور مثالی اسلامی خاندان کی تشکیل ممکن ہے۔

جذباتی بنیاد:

خاندان کے افراد کے درمیان محبت اور الفت کا گہرا تعلق ہونا ضروری ہے، کیونکہ یہی چیز گھر کے ماحول کو سکون، اطمینان اور تحفظ فراہم کرتی ہے۔ اسی لیے اسلام نے باہمی مودّت اور اخلاص کی تاکید کی ہے تاکہ خاندان میں ایک خوشگوار فضا قائم ہو۔

خاندان کا تصور و مفہوم ذہن نشین ہونے کے بعد معاشرے کے لفظ سے آگاہی بھی اہمیت کی حامل ہے۔

لفظ معاشرہ کے مفاہیم و مطالب:

عربی لغت میں معاشرہ کا لفظ عاشرہ اور معاشرۃ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے مل جل کر رہنا۔14

پس معاشرے کے مختلف معانی ہیں جیسا کہ فرقہ، قوم، سماج، رفاقت وغیرہ۔

اصطلاحا اس کی مختلف تعریفات ہیں جیسا کہ معاشرے سے مراد وہ بڑا گروہ جس سے کوئی فرد تعلق رکھتا ہو۔

لوگوں کا وہ گروہ جو لمبے عرصے تک ایک دوسرے کے ساتھ رہے اور خود کو ایک دوسرے کا حصہ خیال کرے۔

خصوصیات اور ذرائع معاش کے متنوع ہونے کی بناء پر معاشرے کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ علماء بشریات ذرائع معاش کے تناظر میں معاشرے کی یہ اقسام بیان کرتے ہیں:

- شکار گیر وماہی گیر معاشرہ
- سادہ باغبان وترقی یافتہ باغبان معاشرہ
- سادہ زرعی وترقی یافتہ زرعی معاشرہ
- سادہ گلہ بان وترقی یافتہ گلہ بان معاشرہ
- بحری معاشرہ اور صنعتی معاشرہ وغیرہ۔

مخصوص اقدار کے اعتبار سے بھی معاشرے کی تقسیم کی جاتی ہے جیسے اسلامی ارکان کا حامل اسلامی معاشرہ، کنفیوشس کی تعلیمات سے مرقع چینی معاشرہ، اسی طرح یورپی اور مغربی معاشرے پہ صنعت کاری کی گہری چھاپ ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے دنیا کا اولین معاشرہ تب وجود میں آیا جب حضرت آدم و حضرت حوا کے وجود سے خاندان کی تشکیل ہوئی۔ پس اسی سے سماجی گروہ بنے۔ یہ گروہ مل کے کمیونٹی بناتے ہیں اور کمیونٹی معاشرے کا روپ اختیار کر لیتی ہے۔

معاشرہ کے افراد کی ثقافت ایک سی ہوتی ہے اور بسا اوقات اس میں تغیر وقوع پذیر ہوتا رہتا ہے۔ ماہرین عمرانیات کے مطابق جدید ٹیکنالوجی معاشرتی تغیر کا اہم رکن ہے۔ شاہ ولی اللہ کے مطابق معاشرے کے چار ارتقائی مراحل ہیں۔ اول: خوراک واناج کے حصول کی تدبیر

دوم: تجرباتی ومشاہداتی علوم کے نتیجے میں حکمت معاشیہ، منزلیہ، اکتسابیہ، تعاملیہ اور تعاونیہ جیسے علوم فنون متعارف ہوئے۔ پھر تیسرے مرحلے میں اجتماعی مفاد میں سیاسی نظام کا قیام اور چوتھے مرحلے میں بین الاقوامی امن قائم رکھنے کے لیے موثر نظام کی ضرورت محسوس کی گئی۔

دور جدید ٹیکنالوجی اور افکار کثیرہ ومنتشرہ کا حامل دور سمجھا جاتا ہے۔ ایسے دور میں بین الاقوامی امن کے ساتھ ساتھ خاندان اور ہر فرد جو کسی معاشرے سے منسلک ہو اس کے ساتھ مستحکم تعلقات کا خواہاں ہے۔ ذیل میں ان تعلقات کو تادیر پائیدار رکھنے اور استحکام بخشنے کے لیے چند اصول کا احاطہ کیا گیا ہے۔

سماجی اور خاندانی تعلقات کے استحکام میں کار فرما اصول:

فرد خاندان کی تشکیل کا جزو لاینفک ہے اور خاندان سے معاشرہ نمو پاتا ہے۔ بقول شمیم قادری: فرد اور معاشرہ باہم لازم وملزوم ہیں۔ معاشرہ افراد کے بغیر تشکیل نہیں پاسکتا اور فرد معاشرہ سے کٹ کر ایک بے حقیقت اکائی رہ جاتا ہے۔[15]

علامہ محمد اقبال کے درج ذیل شعر میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے:

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

معاشرہ افراد سے اور فرد خاندان کے استحکام سے نمو پاتا ہے۔

مزید اس حوالے سے ارسطو کا یہ قول ہے کہ خاندانی زندگی معاشی ضروریات کے لیے اور مملکت اور سماج انسانی کردار کی اصلاح و بہتری کے لیے عمل سر انجام دیتا ہے۔

سادہ الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ فرد خاندان کے استحکام سے نمو پاتا ہے اور معاشرتی استحکام کا سبب بنتا ہے۔

اگر فرد خاندان کی ہی فلاح و فوز پہ توجہ مرکوز رکھے تو اسے بھی مستحسن نہیں گردانا گیا بلکہ اسے اقرباء پروری اور عصبیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسلام آفاقی دین ہے اور اپنے پیروکاروں کو بھی عالمگیر کردار ادا کرنے کا درس دیتا ہے۔

اسی لیے اسلام نے کچھ اصول متعین کر رکھے ہیں جو کسی بھی مستحکم خاندان اور سماج کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔

محبت، ہمدردی اور خیر خواہی:

یہ الفاظ جذبات سے عبارت ہیں۔ محبت کے بارے میں امام راغب کا قول ہے:

ارادة ما تَراهُ و تظُنُّه خيرا[16]

جسے آپ دیکھیں اور اسے خیر گمان کریں اس ارادے کو محبت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس تعریف میں خیر کی شرط اس لیے لگائی گئی تاکہ اس بات پہ تیقن رہے کہ محبت راہ راست سے بھٹکانے والی نہ ہو۔ اس لفظ خیر نے دنیاوی جاہ و حشمت، نفسانی و مادی خواہشات، حرص و طمع کا قلع قمع کر دیا۔ ایک فرد جب ان رذائل سے بالاتر ہو کر کوئی عمل سر انجام دے گا تو وہ یقیناً اس سے منسلک ہر فرد کے لیے خیر قرار پائے گا۔ خاندان اور معاشرہ دونوں کی بنیادیں جب ایسی محبت کے خمیر سے استوار کی جائیں تو معاشرہ فقط معاشرہ نہیں بلکہ مثالی اور قیادت کا اہل گردانا جائے گا۔ اسلامی تعلیمات میں جا بجا اس عنصر کو اہمیت دی گئی ہے۔ افراد معاشرہ جب باہم محبت و ہمدردی کا

تعلق قائم کرتے ہیں تو دنیا کے ساتھ ساتھ ان کی اخروی منازل بھی فوز و فلاح سے شاد کام ہوتی ہیں۔ اس حوالے سے درج ذیل احادیث کا مطالعہ اہمیت کا حامل ہے: معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو اِرشاد فرماتے ہوئے سُنا:

قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ۔[17]

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے لیے آپس میں محبت کرنے والے، ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنے والے، اور ایک دوسرے کو جا کر ملنے والے، اور (ایک دوسرے کی خیر کے لیے) اپنی قوتیں صرف کرنے والوں کے لیے میری مُحبت واجب ہو گئی۔

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم " إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلاَ شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى " . قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ . قَالَ " هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلاَ أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللَّهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ وَإِنَّهُمْ عَلَى نُورٍ لاَ يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلاَ يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ "وَقَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ { أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ } .[18]

بے شک اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے، جو انبیاء میں سے نہیں اور نہ ہی شہیدوں میں سے ہوں گے لیکن قیامت والے دِن اللہ کے پاس اُن کے رتبے کی انبیاء اور شہید بھی تعریف کریں گے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بتائیے کہ وہ لوگ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا: وہ (صرف) اللہ کی خاطر مُحبت کرنے والے لوگ ہوں گے، (کیونکہ) اُن کے درمیان نہ تو (اِیمان کے عِلاوہ) کوئی رشتہ داری ہو گی اور نہ ہی کوئی مال لینے دینے کا معاملہ، پس اللہ کی قَسم اُن کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ نور پر ہوں گے، جب (قیامت والے دِن) لوگ ڈر رہے ہوں گے اور غم زدہ ہوں گے تو وہ نہیں ڈریں گے، اور نہ ہی غم زدہ ہوں گے۔

اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

أَلاَ إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ۔

بے شک اللہ کے ولیوں (دوستوں) پر نہ کوئی ڈر ہو گا اور نہ ہی وہ غم زدہ ہوں گے۔

ابوہُریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلاَلِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لاَ ظِلَّ إِلاَّ ظِلِّي۔[19]

بے شک قیامت والے دِن اللہ فرمائے گا کہ میرے جلال کی وجہ سے (ایک دوسرے سے) محبت کرنے والے (اِیمان والے) کہاں ہیں؟ آج، اُس دِن میں جب کہ میرے (عرش کے) سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں، میں انہیں اپنے (عرش) کے سائے میں جگہ دوں گا۔

اسی طرح ایسے افراد کا شمار ان سات طبقات کے خوش نصیبوں میں ہو گا جو عرش کا سایہ پانے والے ہوں گے:

وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ [20]

وہ دو شخص جو صِرف اللہ کے لیے مُحبت کرتے ہوں اسی مُحبت میں وہ ملتے ہوں اور اِسی مُحبت میں وہ الگ ہوتے ہوں۔

لوجہِ اللہ محبت کے رہنما اصول:

ایک دوسرے کو نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے باز رہنے کی تلقین کرنا اور ان دونوں ہی کاموں کی تکمیل میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ جیسا کہ اللہ سُبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔[21]

اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں (کہ ایک دوسرے کو) نیکی کے کاموں کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

اسی بابت نبی پاک ﷺ کا فرمان مُبارک ہے:

لاَ تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلاَ تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا. أَوَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ أَفْشُوا السَّلاَمَ بَيْنَكُمْ۔[22]

تُم لوگ اُس وقت تک جنّت میں داخل نہیں ہوسکتے جب تک ایمان نہ لاؤ، اور اُس وقت ایمان والے نہیں ہوسکتے جب تک ایک دوسرے سے مُحبت کرنے والے نہ بنوگے، کیا میں تُم لوگوں کو ایسی چیز (عمل) کے بارے میں نہ بتاوں کہ جس کو کرنے سے تُم ایک دوسرے سے مُحبت کرنے لگو، (وہ یہ ہے کہ) اپنے درمیان سلام (کرنے) کو پھیلاؤ۔

جذبہ ہمدردی وخیر خواہی:

کسی کی غمخواری کرنا اور اس کے دکھ درد میں شریک ہونا "ہمدردی" کہلاتا ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں، بعض یہ ہیں:

- کسی بیمار کی عیادت کرنا
- انتقال پر لواحقین سے تعزیت کرنا
- کاروبار میں نقصان پر یا مصیبت پہنچنے پر اِظہارِ ہمدردی کرنا
- کسی کی مدد کرنا
- بقدرِ استطاعت مخلوق خدا سے مصیبتیں دور کرنا اور اُن کی مدد کرنا
- علم دِین پھیلانا
- نیک اَعمال کی ترغیب دینا
- اپنے لیے جو اچھی چیز پسند ہو وہی اپنے مسلمان بھائی کے لیے بھی پسند کرنا۔
- ظالم کو ظلم سے روکنا اور مظلوم کی مدد کرنا
- مقروض کو مہلت دینا یا کسی مقروض کی مدد کرنا

- دکھ درد میں کسی مسلمان کو تسلی اور دلاسہ دینا وغیرہ۔

خیر خواہی:

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ , قَالُوا: لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: لِلَّهِ وَكِتَابِهِ وَرَسُولِهِ وَأَئِمَّةِ الْمُؤْمِنِينَ وَعَامَّتِهِمْ، أَوْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ[23].

تمیم داری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یقیناً دین خیر خواہی کا نام ہے، یقیناً دین خیر خواہی کا نام ہے، یقیناً، دین خیر خواہی کا نام ہے" لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کن کے لیے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مومنوں کے حاکموں کے لیے اور ان کے عام لوگوں کے لیے یا کہا مسلمانوں کے حاکموں کے لیے اور ان کے عام لوگوں کے لیے۔

خیر خواہی کے لیے النصح کا لفظ مستعمل ہے:

نَصَحَ الشَّيء نَصْحاً ونُصُوْحاً ونَصَاحَةً۔ خالص ہونا، بے غل و غش ہونا۔

نُصْحٌ کا ایک معنی رواداری بھی ہے۔ نُصْح بمعنی مُوَاسَاۃ بھی استعمال ہوتا ہے جس کا معنی، ہمدردی ہے۔ حُسْنُ النِيَّة یعنی خیر خواہی۔ اس کے لیے عِبۡرَۃ اور مَوۡعِظَۃ کے الفاظ بھی آتے ہیں۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والنصيحة من نصحه العسل اذا صفيته او من النصح وهو الخياطة بالنصيحة[24]

یعنی لفظ «نصیحت» «نصحہ العسل» سے ماخوذ ہے جب شہد موم سے الگ کر لیا گیا ہو یا «نصیحت» سوئی سے سینے کے معنی میں ہے جس سے کپڑے کے مختلف ٹکڑے جوڑ جوڑ کر ایک کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی طرح نصیحت بمعنی خیر خواہی سے مسلمانوں کا باہمی اتحاد مطلوب ہے۔

سنن نسائی میں یہی حدیث 4161 نمبر پہ موجود ہے اور اس کے آخری حصہ کی بابت الشیخ حافظ محمد امین کا قول ہے کہ عام مسلمانوں سے اخلاص یہ ہے کہ ان کا خیر خواہ رہے، ان کو دھوکا نہ دے، کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور دوسروں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔

خیر خواہی کی صورتیں:

ایک حدیثِ پاک میں کچھ ایسے کام بیان کئے گئے ہیں جو فی زمانہ مسلمان کی خیر خواہی کی بہترین صورتیں ہو سکتی ہیں چنانچہ فرمانِ مصطفٰے صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسلَّم ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ " قِيلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟، قَالَ: " إِذَا لَقِيتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَسَمِّتْهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ[25]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔"پوچھا گیا: اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اس سے ملو تو اس کو سلام کرو اور جب وہ تم کو دعوت دے تو قبول کرو اور جب وہ تم سے نصیحت طلب کرے تو اس کو نصیحت کرو، اور جب اسے چھینک آئے اور الحمد للہ کہے تو اس کے لیے رحمت کی دعا کرو۔ جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے پیچھے (جنازے میں) جاؤ۔"

خیر خواہی کا مفہوم اتنا وسیع ہے کہ اس میں ظالم سے بھی خیر خواہی کا درس ملتا ہے:

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا "، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَصَرْتُهُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ أَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: " تَكُفُّهُ عَنِ الظُّلْمِ فَذَاكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ[26]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم"، صحابہ نے کہا: اللہ کے رسول! میں نے مظلوم ہونے کی صورت میں تو اس کی مدد کی لیکن ظالم ہونے کی صورت میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: "اسے ظلم سے باز رکھو، اس کے لیے یہی تمہاری مدد ہے۔

سورہ العصر میں بھی اسی خیر خواہی کی جانب اشارہ ہے:

وَ الْعَصْرِ(1)اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ(2)اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ﳔ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ(3)

زمانے کی قسم۔ بیشک آدمی ضرور خسارے میں ہے۔ مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔

اسلام فرد کو سماج کے سمندر میں ڈوبنے کی بجائے اسے انسانیت کے گلشن میں مہکنے کے لیے مکمل حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسی طرح اسلام خاندانی رقابت کی بجائے موافقت ومودت کا درس دیتا ہے جس کی واضح مثال حضرت ابو طلحہ کا واقعہ ہے۔

كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، مُسْتَقْبِلَةَ المَسْجِدِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ، قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ: {لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} [آل عمران: 92]، قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: {لَنْ تَنَالُوا البِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ} [آل عمران: 92] وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ، وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَضَعْهَا حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ، فَقَالَ: «بَخْ، ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ أَوْ رَايِحٌ - شَكَّ ابْنُ مَسْلَمَةَ - وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الأَقْرَبِينَ»، قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعَلُ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ، وَفِي بَنِي عَمِّهِ، [28]

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: حضرت ابو طلحہؓ مدینہ طیبہ میں تمام انصار سے زیادہ مال دار تھے۔ ان کے پاس کھجوروں کے باغات تھے۔ مسجد نبوی کے سامنے ان کا سب سے پسندیدہ مال بیر حاء کا باغ تھا جس میں نبی ﷺ تشریف لاتے اور اس کا بہترین پانی نوش جاں کرتے تھے۔ حضرت انسؓ نے کہا: جب یہ آیت اتری: "تم لوگ اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی محبوب ترین چیز خرچ نہ کرو۔" تو حضرت ابو طلحہؓ رسول اللہ ﷺ کے حضور کھڑے ہوئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تم ہر گز نیکی

نہیں حاصل کر سکتے جب تک اپنی پیاری چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔" اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب مال بیر حاء نامی باغ ہے۔ یہ اللہ کے لیے صدقہ ہے۔ میں اللہ کے حضور اس کے ثواب اور ذخیرے کی امید رکھتا ہوں۔ آپ اسے رکھ لیں اور جہاں مناسب خیال فرمائیں اسے خرچ کریں۔ آپ نے فرمایا: "واہ واہ! یہ مال نفع دینے والا ہے۔ یا جانے والا ہے۔ (راوی حدیث) ابن مسلمہ نے شک کیا ہے۔۔۔ جو کچھ تم نے کہا میں نے اسے سن لیا ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔" حضرت ابو طلحہؓ نے کہا: اللہ کے رسول اللہ ﷺ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

یہ حدیث خاندانی استحکام کے لیے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔ ہمارے معاشرے میں خاندان کے جن افراد کے ساتھ رقابت والا رویہ رکھا جاتا ہے۔ نبی پاک ﷺ انہی افراد کے لیے مال عطیہ کرنے کی رغبت دلا رہے ہیں۔ اس حدیث سے صلہ رحمی کا درس بھی خوب آشکار ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے قرآن مجید میں ہے:

وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ-وَ السَّآىِٕلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ[29]

اور اللہ کی محبت میں عزیز مال رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو اور (غلام لونڈیوں کی) گردنیں آزاد کرانے میں خرچ کرے۔

سورہ انفال و دیگر مقامات قرآنیہ میں اسی عنوان کو بارہا ذکر کیا گیا ہے۔

صلہ رحمی کے مزید کچھ اجزاء ہیں جیسے مساوات, حقوق و فرائض کا تعین, تحمل و برداشت, عفو و درگزر, عزت نفس کا خیال, کثرت ظن سے اجتناب اور صلح و آشتی وغیرہ۔

صلہ رحمی کے علاوہ کچھ اور بھی محاسن ہیں۔ اس لیے تعلق خواہ سماجی ہو یا خاندانی، یہ تعلق درج ذیل اصول سے پنپتا ہے:

اخوت و مودت:

درج ذیل آیات سے اخوت و مودت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے:

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا۪- وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا[30]

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور آپس میں تفرقہ مت ڈالو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ پس اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔

خاندان ہو یا معاشرہ۔ سب اللہ کی مخلوق ہیں اور وہی خالق سب کو ایک ہی رسی تھامنے یعنی ایک ہی لڑی میں جڑنے کی دعوت دے رہا ہے۔ اس دعوت پہ لبیک کہنا ہی سب سے بڑی سعادت ہے۔

وَ لَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ۔[31]

اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی۔ اے سُننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال جبھی وہ کہ تجھ میں اور اس میں دشمنی تھی ایسا ہو جائے گا جیسا کہ گہرا دوست۔

اس آیت میں مودت و محبت کے ثمرات بتائے جارہے ہیں۔

خلوص وایثار:

اس کی وضاحت درج ذیل حدیث سے بخوبی ہو رہی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ إِلَى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: مَا مَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" مَنْ يَضُمُّ أَوْ يُضِيفُ هَذَا"، فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ الْأَنْصَارِ أَنَا فَانْطَلَقَ بِهِ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ: أَكْرِمِي ضَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوتُ صِبْيَانِي، فَقَالَ: هَيِّئِي طَعَامَكِ وَأَصْبِحِي سِرَاجَكِ وَنَوِّمِي صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوا عَشَاءً , فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ , فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ , فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:" ضَحِكَ اللَّهُ اللَّيْلَةَ أَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا" , فَأَنْزَلَ اللَّهُ: وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ [32]

ایک صاحب (خود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں اور وہی اس روایت کے راوی ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھوکے حاضر ہوئے، آپ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا۔ (تاکہ ان کو کھانا کھلادیں) ازواج مطہرات نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی کون مہمانی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے میں کروں گا۔ چنانچہ وہ ان کو اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کی خاطر تواضع کر، بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے، انہوں نے کہا جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلالو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلادو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلادیا، پھر وہ دکھا تو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجھا دیا، اس کے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں، لیکن ان دونوں نے (اپنے بچوں سمیت رات) فاقہ سے گزار دی، صبح کے وقت جب وہ صحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے نیک عمل پر رات کو اللہ تعالیٰ نے تبسم فرمایا یا (یہ فرمایا کہ اسے) پسند کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ويؤثرون على أنفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فأولئك هم المفلحون "اور وہ (انصار) ترجیح دیتے ہیں اپنے نفسوں کے اوپر (دوسرے غریب صحابہ کو) اگرچہ وہ خود بھی فاقہ ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا گیا سو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔"

بے شمار واقعات و مثالیں ہیں جن سے ہماری تاریخ منور ہیں لیکن یہ تعلیمات ہماری کتب کے سینوں میں سمٹ کے رہ گئیں۔ نسل نو اور عصر حاضر تک فقط داستانیں پہنچا کے ہم سمجھ بیٹھے کہ شاید ہم اپنے حصے کا کام کر چکے۔ حالانکہ ابھی طویل سفر باقی ہے۔ ابھی قول کو عمل میں ڈھال کے ہر فرد کے لیے رہبری کی مثال بننا ہے۔

خلاصہ بحث

اسلام میں ہر فرد کو اہمیت واحترام سے نوازا جاتا ہے۔ جب تکریم واحترام میسر آئے تو ذمہ داریاں بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اس لیے افراد کو اپنی ذمہ داریوں سے بھی انصاف کرنا چاہیے۔ خاندان اور معاشرہ دونوں ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان دونوں سے رشتہ استوار رکھنے کے لیے کچھ اصول و ضوابط بھی اسلام نے ودیعت کر رکھے ہیں۔ ان میں محبت, ہمدردی اور خیر خواہی جیسے عناصر سرفہرست ہیں۔ ان پہ عمل پیرا ہونے کی صورت میں خاندان مثالی اور معاشرہ بہترین معاشرہ بن سکتا ہے۔

حوالہ جات

1-الزبیدی، محمد مرتضی، تاج العروس، دارالفکر، بیروت، 1994، ج:3، ص:13

2-ابن عابدین، محمد امین، ردالمختار شرح تنویر الابصار فی الفقہ الحنفی مع حاشیہ ابن عابدین، دارالفکر، بیروت، 1386ھ، ج:5، ص:452

3-النساء4: 35

4-النساء:4، آیت:54

5-الکھف18: 34

6-البقرہ2: 196

7-الانبیاء21: 84

8- صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ، باب الصدقة تكفر الخطئية، رقم الحدیث:1435

9- صحیح بخاری، کِتَاب تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ، بَابُ قَوْلِهِ: {إِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا} الآيَةَ: رقم الحدیث:4711

10-الزحیلی، محمد مصطفی، حقوق الاولاد على الوالدين فى الشريعة الاسلامية، مطبوعہ مصر، ص:4

11-النحل16: 80

12-الرعد13: 23

13-الطور52 :21

14- بلیاوی، عبدالعزیز مولانا مصباح اللغات، مقبول اکادمی، سرکلر روڈ، انارکلی لاہور، ص:553

15 - قادری شمیم حسین اسلامی ریاست قرآن وسنت کی روشنی میں محکمہ اوقاف حکومت پنجاب جولائی 2001ص:47

16-راغب، مفردات القرآن، ج:1، ص:287

17-تبریزی، ولی الدین، مشکوۃ المصابیح، کتاب الاداب، رقم الحدیث:5011

18-سُنن ابی داوٗد، کتاب الإجارۃ، رقم الحدیث:3529

19-القشیری مسلم بن الحجاج، الصحیح للمسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب في فضل الحب في اللہ، رقم الحدیث : 2566،

20-مُتفقٌ علیہ، صحیح البخاری، کتاب الاذان، حدیث:660, صحیح مُسلم، کتاب الزکوۃ حدیث:2427

21-سُورہ التوبہ:9 :71

22- صحیح مُسلم، کتاب الإیمان، رقم الحدیث:194

23-سنن ابی داوٗد، کتاب الادب، باب فی النصیحۃ، رقم الحدیث:4944

24- شرح صحیح بخاری از مولانا داؤد راز، مکتبہ قدوسیہ لاہور، 2004ء:ص:58

25- صحیح مسلم باب من حق المسلم على المسلم رد السلام رقم الحدیث:5651

26- سنن ترمذی، کتاب الفتن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، رقم الحدیث: 2255

27- سورہ العصر 103 :1تا3

28- البخاری: رقم الحدیث 2769

29- سورہ البقرہ 2: 177

30- آل عمران 3: 103

31- حم السجدۃ 41: 34

32- بخاری، کِتَاب مَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ بَابُ: وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔ رقم الحدیث 3798